حکیم میاں فضل الٰہی: حیات و ادبی خدمات

HAKEEM MIAN FAZAL ELAHI, LIFE AND LITEARARY WORK

غلام رسول

ایم فل (فارسی) اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

علی عدنان عالم

ایم فل سکالر (پنجابی) اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر سمیع اللہ

صدر شعبہ فارسی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract:

The objective of this research article is to bring into light the multidimensional aspects of Hakeem Mian Fazal Ilahi's works regarding his worth in Persian translations into Punjabi, value of his Mystic Poetry, Narrations of folk stories, his elaboration of Cultural characteristics of Punjab, along-with his genius in writing the Seerat Nigari, Marsiya Nigari, Islamic Fiqah in different forms and style of versification in Punjabi and Persian Poetry. He was a scholar of Arabic language and was used to teach the Holy Quran. He also played his role in politics as well as in Tib and Medicine.

Keywords:

Gulistan, Marsiya, Mysticism, Poetry, Seerat, Translations.

پنجابی زبان کا شمار دنیا کی بڑی زبانوں میں ہوتا ہے۔یہ ایک وسیع تر خطے میں پنجابی بولنے والوں کے دلوں کی دھڑکن ہے۔پانچ دریاؤں کی سر زمین یعنی پنجاب کے علاوہ یہ زبان بھارت، ہانگ کانگ، کینڈا، انگلینڈ اور امریکہ کے علاوہ کئی ممالک میں اپنا الگ مقام رکھتی ہے۔

جہاں تک پنجابی زبان کی قدامت کا تعلق ہے تو اس بات کا اندازہ لگانے کے لیے ہمیں دراوڑی تہذیب کے مرکز کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ہڑپہ میں موجود پانچ ہزار سال پرانے کھنڈرات کے آثار اس سلسلہ میں راہ نما ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں سے ملنے والی مہریں اور ان پر تحریر شدہ زبان، پنجابی کا سب سے پرانا روپ ہے۔ دراوڑی بہت عرصہ قبل باہر سے آکر پنجاب میں آباد ہوئے۔ان کی زبان دراوڑی تھی جس نے یہاں کے رہن سہن اور زبان پر کافی اثر ڈالا۔

آریائی (۵۰۰ ق۔م) ایشیاء سے آکر پنجاب میں آباد ہوئے۔ ان کی زبان سنسکرت تھی۔ سنسکرت نے مقامی زبانوں پر بہت اثرات چھوڑے۔راجا اشوک کے زمانے میں بدھ مت کو سرکاری مذہب کا درجہ ملنے کے سبب ان کی زبان "پالی" بھی کافی مقبول ہوگئی۔اس زبان کے بھی کافی اثرات پنجابی زبان پر پڑے۔

جب مسلمان حملہ آوروں نے پنجاب کا رخ کیا تو ان کے حملوں کے نتیجے میں عربی اور خاص کر فارسی نے پنجابی کوکافی حد تک متاثر کیا۔جس کے باعث پنجابی کے بہت سارے شعراء ایسے بھی منظر عام پر آئے جنھوں

نے پنجابی اور فارسی دونوں زبانوں میں میں شاعری کی اور کچھ شعراء ایسے بھی ہیں جنھوں نے فارسی کتب کے پنجابی میں منظوم تراجم کیے۔

یہ بات اربابِ دانش و بینش پر مخفی و مستور نہیں کہ برصغیر کی پنجابی ادبیات کی ہزار سالہ پُر فخر تاریخ کے روشن آسمان پر چند شعراء ستاروں کی مانند تابندہ ہوئے ہیں جن میں بابا فرید، شاہ حسین، سلطان باہو، بلھے شاہ، وارث شاہ، ہاشم شاہ، میاں محمد بخش، خواجہ غلام فرید، غلام رسول عالم پوری، حافظ برخوردار اور حافظ صدیق لالی شامل ہیں۔ ان کے پرتوِ سے کفر والحاد کے تاریک راستے منور ہوئے اور یہی لوگ جادہ حق سے بھٹکے ہوئے مسافروں کے لیے مشعل راہ بنے۔ تاریخ برصغیر کی کا دامن ان مشاہیر کے علمی، روحانی اور عسکری کارناموں سے معمور ہے۔ خصوصاً پنجاب اسلامی تھذیب و تمدن کی ظلمت شکار روشنیوں سے وادی ایمن بنا رہا۔ بلاشبہ مسلمان علماء، فضلاء اور اہل حرب و ضرب کی حسن کارکردگی نے اسے انفرادی مقام بخشا۔ پنجاب کی سرزمین نے ہزاروں صاحبانِ کشف و کرامات، دل دادگان علم و ہنر، وابستگان سلوک معرفت اور ناصران فتح و حشم کو جنم دیا۔ ہزاروں اہل علم مختلف ادوار میں یہاں وارد ہوتے رہے اور اس خطہ ارض کے جمال کو مزید تابناک کرتے رہے جن کا وجود مسعود تاریخ کا ان مول حصہ ہے جن میں سے ایک حکیم میاں فضل الٰہی بھی ہیں۔

احوال زندگی حکیم میاں فضل الٰہی

حکیم میاں حافظ فضل الٰہی گُڑک محمدی شریف ضلع چنیوٹ کے رہنے والے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد نے ضلع خوشاب سے ہجرت کی اور چنیوٹ کے ایک گاؤں "ولہ" میں آبسے، آپ قطب شاہی کھوکھر تھے۔ ان کے آباؤ اجداد جس وقت گاؤں "ولہ" پہنچے تو ان کے جد امجد شیخ اللہ داد کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام امام الدین رکھا گیا۔ امام الدین جب بڑے ہوئے تو انھوں نے موجودہ محمدی شریف کی طرف ہجرت کی اور اسے آباد کیا۔ اس گاؤں کا نام امام الدین تھا جو کہ بعد میں بدلتا ہوا محمدی شریف پڑ گیا۔ محمدی شریف گیارھویں صدی سے ہی علم و ادب، تصوف و عرفان کی وجہ سے پورے خطے میں مشہور ہو گیا۔ حکیم فضل الٰہی کا شجرہ نسب دسویں پشت میں میاں امام الدین سے جا ملتا ہے۔ حکیم فضل الٰہی بن خوشی محمد بن غلام محمد بن برخوردار بن شاہ محمد بن خیر محمد بن دائم محمد بن حافظ محمد سعد اللہ بن میاں امام الدین(۱)۔ حکیم فضل الٰہی کے والد کا نام میاں خوشی محمد اور والدہ کا نام ست بھرائی تھا۔ یہ میاں بہاولدین کی بیٹی تھی۔ میاں خوشی محمد کے ہاں تین بیٹے کرم الٰہی، فضل الٰہی و دوست محمد اور دو بیٹیاں مریم بی بی اور غلام بی بی پیدا ہوئیں۔ حافظ فضل الٰہی کی شادی میاں کرم دین کی بیٹی سے ہوئی۔ ان کے ہاں ایک بیٹا ظہور الٰہی اور ایک بیٹی پیدا ہوئے۔

ماں باپ نے ان کا نام فضل الٰہی رکھا۔ جب قرآن پاک کے حافظ ہوئے اور حکمت کو اپنا پیشہ بنایا اس وجہ سے حکیم حافظ فضل الٰہی کے نام سے پکارے جانے لگے۔ کوئی بھی مستند حوالہ آپ کی درست تاریخ پیدائش بتانے سے قاصر ہے البتہ آپ مولانا محمد ذاکر (۱۹۷۶-۱۹۰۳ء) مؤسس دارالعلوم جامعہ محمدی شریف سے چار برس بڑے تھے۔ اس لیے حکیم فضل الٰہی کی پیدائش (۱۸۹۹ء) ہو سکتی ہے۔

فضل الٰہی مولانا محمد ذاکر (۱۹۷۶-۱۹۰۳ء) مؤسس دارالعلوم جامعہ محمدی شریف سے چار برس بڑے تھے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو مولانا محمد ذاکر (۱۹۷۶-۱۹۰۳ء) کی پیدائش (۱۹۰۳ء) ہے۔ اس حساب سے حکیم فضل الٰہی کی پیدائش (۱۸۹۹ء) بنتی ہے۔

تعلیم:

حکیم فضل الٰہی نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں محمدی شریف سے حاصل کی اور قرآن پاک بھی وہیں سے حفظ کیا۔ ان کے استاد کا نام غلام محمد تھا۔ اس بات کا ثبوت ان کے ایک شعر سے ملتا ہے۔

حافظ صاحب حفظ کرائی پاک کلام حقانی　　　نام غلام محمد سوہنا خوب طبع من بھانی (۲)

حکیم فضل الٰہی فارسی کے بھی ماہر تھے۔ انھوں نے فارسی کی تعلیم سید اللہ جوایا شاہ (۱۸۵۰۔۱۹۱۴ء) سے حاصل کی۔ سید اللہ جوایا شاہ فارسی کے بلند پایہ استاد تھے۔ ان کے کمالات کا اندازہ حکیم فضل الٰہی کے آثار سے لگایا جاسکتا ہے۔ حکیم فضل الٰہی نے گلستان سعدی اور پند نامہ عطار کا منظوم پنجابی ترجمہ کیا۔ اب اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید اللہ جوایا (۱۸۵۰۔۱۹۱۴ء) فارسی کے کتنے بڑے استاد تھے جن کے شاگرد رشید نے اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ فضل الٰہی اپنے استاد محترم سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ ان کا ایک شعر جو ان کی کتاب نور محمدی میں شامل ہے اس میں سید اللہ جوایا کا ذکر ملتا ہے۔

پیر جوائے شاہ صاحب اتے کریں عنایت سائیاں　　　جنہاں سب کتاباں مینوں شفقت نال پڑھائیاں
کر تقریر عمل کیتی تقریراں فرمائیاں　　　کئی رمزاں وانگوں صدقوں بہر سمجھائیاں (۳)

فارسی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد عربی پڑھنے کے لیے کھوکھراں والی مسجد چنیوٹ تشریف لے گئے۔ وہاں مولانا سلطان محمود سے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا سلطان محمود اپنے دور کے بہت بڑے عالم تھے۔ مولانا کا ذکر فضل الٰہی کی کتاب نور محمدی میں ملتا ہے۔

دے سلطان محمود صاحب نوں سوہنا صاحبزادہ　　　ٹھار کلیجہ لاوبوٹا صلے علیٰ دا
ہووے باغ اوہناں داہریا بوہارے کشادہ　　　روز محشر تک رکھن جاری چشمہ علم بقادا (۴)

ان شعر میں وہ اپنے استاد محترم کو دعا دے رہے ہیں۔ عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ محمدی شریف لوٹ آئے اور یہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد طب کی تعلیم کے حصول کے لیے دھلی چلے گئے۔ وہاں سے طب کی سند حاصل کی۔ وہ دھلی کس دور میں گئے، کن اداروں میں اور کن اساتذہ کے پاس پڑھے اس بارے میں کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن دھلی میں اقامت کا ذکر وہ اپنی ایک تصنیف مجموعہ فراق میں "سبب تصنیف" والے باب کرتے ہیں۔

یار میرے نے میرے کولوں ایہ تصنیف کرائی　　　میرے بھی دل اندر آیا اس دا شوق پرانہ
دہلی شہر گیا جس ویلے پڑھن طباعت عالی　　　اس مجموعے جوڑن والا جوڑیا رب بہانہ
پچھے پنج چھیں خویش پیارے ملک الموت نگھارے　　　جنہاں تھیں سر تاج اساڈا ہے سی نور زمانہ (۵)

دھلی سے واپس آکر حکیم فضل الٰہی نے طب کے شعبے کو اپنایا اور اپنے استاد کے ساتھ مل کر دواخانہ بنایا جس کا نام اسلامی دواخانہ رکھا۔ حکمت کے علاوہ آپ کھیتی باڑی کا کام بھی کرتے تھے۔ اپنے زرعی کام کاج کا ذکر بھی وہ اپنے اشعار میں کرتے ہیں۔ جو ان کی تصنیف مجموعہ فراق میں شامل ہیں۔

اصل کم میر ازمین داری خاص زراعت کاری　　　پر اج کل حکمت والا پے گیا کم چلانا (۶)

آپ ساری زندگی طب کے شعبے کے ساتھ منسلک رہے۔ آپ کا شمار اپنے زمانے کے بڑے اطباء میں ہوا کرتا تھا۔ آپ نے طب کے موضوع پر ایک کتاب "سیر الاطباء" لکھی تھی جو کہ آج کل میسر نہیں البتہ فضل الٰہی کی دیگر تصانیف میں اس کا ذکر ضرور ملتا ہے۔(۷)

روحانی تعلیم:

حکیم فضل الٰہی نے دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد روحانی علم کی طرف رجوع کیا اور اس زمانے کی عظیم روحانی شخصیت حضرت خواجہ محمد ضیاوالدین سیالوی (۱۸۸۷۔۱۹۲۹ء) جو کہ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (۱۹۰۶۔۱۹۸۱ء) کے والد محترم و سلسلہ چشتیہ کے مشہور زمانہ بزرگ تھے کے دست اقدس پر بیعت کی۔ حکیم فضل الٰہی نے اپنے پیر و مرشد کے ساتھ عقیدت و محبت کا اظہار اپنے اشعار میں کچھ اس طرح سے کیا ہے۔

رہبر کامل عامل عالی مرشد میرے — حافظ عابد شیخ منصب قدر اُچیرے

اہل حقیقت اہل طریقت بھی عارف عرفانوں — ہین خورشید سلوک فلک دے عالی شان جہانوں

فاضل سبھ فضیلت اندر کامل سبھ کمالوں — اہل شریعت مرشد میرے ساریاں پیراں نالوں (۸)

حکیم فضل الٰہی صرف طبیب یا شاعر ہی نہیں بلکہ بہت بڑے متقی، پرہیزگار اور عالم بھی تھے۔ حضور اقدس ﷺ سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ اور ہمہ وقت عشق محمدی میں ڈوبے رہتے تھے۔ ان کے نزدیک زندگی کے ہر دکھ کی دوا سنت نبوی میں موجود ہے۔ حکیم فضل الٰہی کا نام اپنے زمانے کے عقل مند اور دانا لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ لوگ اپنے فیصلے کروانے کے لیے اُن کے پاس حاضر ہوا کرتے تھے۔ جب پنجاب میں کاشتکاروں کے لیے تحریک چلائی گئی تو مولانا محمد ذاکر (۱۹۰۳۔۱۹۷۶ء) نے بھی ایک انجمن کاشتکاراں بنائی۔ حکیم فضل الٰہی نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۳۳ء میں جب مولانا محمد ذاکر نے دارالعلوم جامعہ محمدی شریف کی بنیاد رکھی تو حکیم فضل الٰہی کو اس کا پہلا خزانچی مقرر کیا۔ اِنہیں بزرگانِ دین کی کرامات کے طفیل آج یہ ادارہ پوری دنیا میں اپنی پہچان آپ ہے۔ حکیم فضل الٰہی نے ساری زندگی سیاسی و سماجی خدمات سر انجام دیں اُن کے اپنے ہم عصر شعراء سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ جن میں بڑے نام "فیض ضیائی، شاہ زماں اور غلام محمد شاہ" شامل ہیں۔ ان کا کلام ان کی زندگی میں ہی شائع ہو گیا تھا۔ حکیم فضل الٰہی کے شاگردوں کی بھی کثیر تعداد تھی جنہوں نے مختلف جگہوں پر اپنا لوہا منوایا۔ ان کے شاگردوں میں فیض احمد ضیائی، مولوی محمد شریف، حکیم محمد یوسف اور فضل احمد ہنجرا شامل ہیں۔ ان سب شاگردوں کا ذکر فضل الٰہی نے اپنے کلام میں بھی کیا ہے۔

وفات:

حکیم فضل الٰہی نے اپنی ساری زندگی بہ طریق احسن گزاری۔ سب لوگ ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔ وہ بلند پایہ شاعر اور حکیم تھے۔ حکیم فضل الٰہی ۷ مارچ ۱۹۶۴ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے (۹) اس وقت کے جید علماء میں سے ایک بڑے عالم فیض احمد ضیائی جو کہ آپ کے شاگرد بھی تھے نے آپ کو غسل بھی دیا اور نماز جنازہ بھی پڑھائی۔ غسل کے وقت فیض احمد ضیائی اپنے استاد کا یہ شعر پڑھتے رہے اور روتے رہے۔

ہتھیں آپ نواویں مینوں کریں سامان کفن دے   حافظ پڑھیں جنازہ میرا دیویں داد دفن دے (۱۰)

آثار:

حکیم فضل الٰہی کے آثار میں کل نو شعری کتب شامل ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ مجموعہ فراق (چاپ اول ۱۹۲۹، چاپ دوم ۱۹۳۷، چاپ سوم ۱۹۵۷)

۲۔ نور محمدی (۱۹۳۰)

۳۔ گلشن رمضان المبارک (س۔ن)

۴۔ مفید الانام خواص الایام (س۔ن)

۵۔ سسی پنوں (۱۹۳۱)

۶۔ گلستان سعدی منظوم پنجابی (۱۹۳۸)

۷۔ فضل الستار (منظوم پنجابی ترجمہ پند نامہ عطار) (۱۹۳۷)

۸۔ سرِ الاطباء (س۔ن)

۹۔ گلزار محمدی منظوم پنجابی (س۔ن)

پنجابی شاعری میں سیرت نگاری کی روایت بہت پرانی ہے۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ اس کی وجہ کیا بنی تو تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب پنجاب میں انگریز سامراج آیا تو انھوں نے یہاں اپنے مذہب کے پرچار کے لیے چھاپے خانے لگائے اور عیسائیت کے بارے میں مواد شائع کر کے لوگوں میں تقسیم کیا۔ اس عمل کی روک تھام کے لیے اُس وقت کے علماء و بزرگانِ دین نے بہت زور لگایا۔ اس کی روک تھام کے لیے ہر مسلمان نے اپنے اپنے طریقے سے کردار ادا کیا۔ اُس وقت کے مسلمان شعراء نے بھی اس سلسلہ میں اپنا حصہ ڈالا اور اپنی شاعری میں سیرت نگاری، حلیہ شریف، حسینی مرثیے، احادیث مبارکہ، درس قرآن اور فقہی مسائل کو بہ طریق احسن بیان کیا۔ لوگوں کو اُن کی مادری زبان میں اسلام کا مکمل نقشہ بنا کر دکھایا۔ اس وقت کے بڑے شعراء میں سے ایک نام حکیم فضل الٰہی کا ہے۔ حکیم فضل الٰہی نے بڑے اچھے طریقے سے اپنا کردار ادا کیا۔ آج ان کی اس کوشش کو ان کے کلام میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مجموعہ فراق:

مجموعہ فراق چالیس صفحات کی کتاب ہے۔ اب تک اس کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب ۱۹۲۹ء میں فراق رسول کے نام سے شائع ہوئی۔ دوسری بار اس میں کچھ اضافہ کیا گیا اور ۱۹۳۷ء میں مجموعہ فراق کے نام سے چھپی۔ اس کا تیسرا ایڈیشن ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا (۱۱)۔ مجموعہ فراق کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فراقیہ شاعری ہے۔ اس میں حضور اکرم ﷺ کا ہجر و فراق اور دیدار کی خواہش کے مضامین ملتے ہیں۔ مجموعہ فراق میں زیادہ تر شاعری نعتیہ ہے۔ جس کے عنوانات درج ذیل ہیں۔

فراق رسول مقبول، سی حرفی اول وصال رسول مقبولؐ، سی حرفی دوم بطرز جدید، سی حرفی سوم فراقیہ، سی حرفی ایام فضل الٰہی، باراں ماہ فراقیہ، باراں ماہ محمدی، باراں چین محمدی، بارہاں ماہ گھڑا اول و دوم مسدس، ہفتوار فراقیہ، فراق محبوب مسدس، حسرت نامہ اول و دوم، فغان اول و دوم، وچھوڑا مسدس، مولود شریف، روالن گھوڑی، تحفہ ارواح، خاتمہ کتاب و

سبب تصنیف و تاریخ طبع۔ مذکورہ مجموعے میں سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

منتاں من کے جوگن بن کے ویکھاں وطن ماہی دا　　حال ونجا کے ویس وٹا کے پاواں دیدار نبی ﷺ دا
کدی مکے وچ منزل ہوسی کراں طواف اُس گھر دے　　کدیں مدینے ٹھنڈ ہڑے سینے جاون درد اندر دے
حال شکستہ تے دل خستہ پھول کتاب ہجر دی　　وچ جناب مہتاب محمد ﷺ کھول سناوے درد دی(۱۲)
میں منتاری کرماں ماری، ناواقف ندیاں دی　　پئے گی گھمن گھیر کپر نوں ول ول غوطے کھاندی
کدھی درد دراز کدائیں مینوں نظر نہ آوندی　　نہ کوئی سنگ سنداری میتھے عاجز جان ڈولاندی
پرت نہ ڈھا اس تتی نوں غم دے وہن لوہڑا کے　　پئی کرلاواں پچھو تانواں ہتھوں باز اُڈا کے(۱۳)

نور محمدی:

یہ ۱۲۰ صفحات کی کتاب ہے۔ جس میں شاعر نے حضور اکرم ﷺ کے نور کی تخلیق، زمین و آسمان کی تخلیق، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی برکتیں، درود شریف اور کلمہ شریف کے فیوض اور آخر پر حضور ﷺ کی چالیس احادیث مبارکہ کا منظوم پنجابی ترجمہ کیا ہے۔ کتاب کے شروع میں ہی سبب تالیف کے عنوان کے نیچے لکھتے ہیں۔

ذکر پیدائش نور نبی دا با تفصیل تمامی　　نظم پنجابی لکھیاں ناہیں کسے مصنف نامی
نور نامہ تے نور حقیقت دونویں ملن رسالے　　جنہاں دے وچ دونویں حافظ لکھے مجمل حالے
حافظ عرف نابینے لکھیاں نور نامہ واہ بھائی　　نین نابینے روشن سینے لوں لوں نور صفائی
نور حقیقت حافظ لالی نام صدیق جنہاں دا　　موتی نظم پروئی عارف شعر کیتا من بھاندا
کلمے تھوڑے معنے دوڑے موجز ذکر کیتونے　　جال مفصل نور محمدی، مینوں سونپ دیتونے(۱۴)

حدیث شریف کا منظوم پنجابی ترجمہ دیکھتے ہیں۔

(لَوْ لَاکَ لَمَاخَلَقْتُ الْاَفْلَاک)

جے کر نہ میں پیدا کردا اقدس ذات تساڈی　　زمیناں تے آسمان نہ ہوندے کہندی ذات خدا دی(۱۵)

ان کے علاوہ اس تصنیف میں حضور اقدس ﷺ کے حلیہ مبارک پر بھی اشعار ملتے ہیں۔

اولوں صفت سناواں تینوں سوہنے پاک ہون دی　　صدقے جاواں گھول گھماواں صفت اس چن دی
دو بھر بھٹے پاک نبی دے نوکاں ملیاں ہوئیاں　　متھا بہت کشادہ سوہنا چشماں نور پرویاں
سر پر ظل خداوند والا رکھے سایہ تانی　　دو رخسارے عجب سنوارے کڈھن لاٹ نورانی(۱۶)

گلشن رمضان المبارک:

گلشن رمضان المبارک ۳۲ صفحات کی کتاب ہے۔ اس کے اب تک (تین) ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اس کتاب میں رمضان شریف کے تیس دنوں کی برکتیں، روزہ داروں کے لیے دعائیں، غزلیں، رمضان شریف، عید الفطر کی خوشیاں اور غیر روزہ داروں کے ساتھ ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔

اٹھ مومن کر ہوش سنبھالا وقت وہاندا جاندا　　کر غفلت دا دور دوشالا وقت وہاندا جاندا
سُتوں نیند اندر متوالا وقت وہاندا جاندا　　کھالے لذت دار نوالا وقت وہاندا جاندا

نور ظہور ہویا ہر پاسے سوہنی چمک وکھاندا　　　جاگ میاں کی قسمت والا وقت دہاندا جاندا (۱۷)

ان اشعار کے ذریعے حکیم فضل الٰہی لوگوں کو رمضان المبارک میں نیک کام کرنے کا درس دے رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وقت کو استعمال کرو اور اسے نیک کاموں کی طرف لاؤ۔

مفید الانام خواص الایام:

یہ صرف آٹھ صفحات کا کتابچہ ہے۔ جس میں مصنف نے بابرکت اور منحوس دنوں کا فرق بیان کیا ہے۔ اس میں وہ احادیث مبارکہ کے حوالہ جات بھی دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ کہیں باہر جانے کے لیے سفر کی تیاری، نئی عمارت کا آغاز اور شکار وغیرہ کے لیے کون کون سے دن زیادہ مفید ہیں۔ اس کتابچہ میں سے اشعار بہ طور ثبوت درج ذیل ہیں۔

چھن چھن روز شکار کرن دے حق مبارک آیا　　　ملن شکار شکاری تائیں حضرت نے فرمایا

وار سوار مبارک آیا طرف دل داراں　　　ہوون وصل پیاریاں والے کیا خوش رہن بہاراں (۱۸)

سسی پنوں:

سسی پنوں چالیس صفحات کی کتاب ہے جو پنجابی کی پرانی اور روایتی مثنویوں کے انداز میں لکھی گئی ہے۔ حمد و نعت کے بعد اصل کہانی شروع ہوتی ہے اور اس کے عنوانات فارسی میں دیے گئے ہیں۔ جہاں تک کہانی اور اُس کے کرداروں کا تعلق ہے اس بارے میں مصنف خود اعتراف کرتا ہے کہ میں نے غلام رسول کی لکھی سسی پنوں کو ہی بنیاد بنا کر یہ واقعہ نظم کیا ہے۔

جو کجھ ذکر غلام رسولے وچ تصنیف لیاندا　　　پکی نقل اُس دے اُتے میں بھی چلیا جاندا (۱۹)

حکیم فضل الٰہی نے اپنی داستان سسی پنوں میں عشق کی اہمیت ہجر کی تپش اور لاکھی باغ کی منظر نگاری پر اپنے فن کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ عشق کی اہمیت کے بارے لکھتے ہیں۔

حافظ جس دل عشق نہ رچیا اوہ انسان نہ کوئی　　　مٹی دی گھر مورت جوں کر روغن کیتی ہوئی (۲۰)

"لاکھی باغ" کے عنوانات کے نیچے حکیم فضل الٰہی نے میاں محمد بخش (۱۹۰۷-۱۸۲۶ء) کی طرح دنیاوجہاں کے درختوں اور ان کے پھل پھولوں، پرندوں، جانوروں اور بیش قیمتی پتھروں کو ایسے کمال ہنر کے ساتھ پیش کیا ہے کہ قاری ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حکیم فضل الٰہی نے جن پھلوں اور پھولوں کا ذکر "لاکھی باغ" میں کیا ہے ان کا وجود ایک ہی موسم میں ہونا ممکن نہیں ہے، لیکن قاری الفاظ کے تسلسل میں اس قدر کھو جاتا ہے کہ وہ اپنے ارد گرد کے حالات کو بھول کر "لاکھی باغ" کے حسن و جمال میں محو ہو جاتا ہے۔

اک جا امب انار لٹکدے ول ول جھولے کھاندے　　　زردی سرخی ویکھ انہاں دی دور ایمان سدھاندے

اک جا شاد کھلوتے دسن واہ شمشاد اجالے　　　دوجی طرف چنار صنوبر سوہنے قد وکھالے

اک جا سنگترہ سنگ جوڑے سنگ سنگ کے پھڑ لیندا　　　مٹھا جس ویلے جس ڈھا کٹھیاں تھیں ہتھ چیندا (۲۱)

وفا کے اصولوں سے ناواقف بلوچ جب اکیلی سوئی ہوئی سسی کو تنہا چھوڑ کر کیچ کی طرف واپسی کا رخ کرتے ہیں تو سسی بیدار ہونے کے بعد پُنل کی تلاش میں نکل پڑتی ہے اور ان بلوچ لوگوں کے اونٹوں کے پیروں کے نشانات پر چلنا شروع کر دیتی ہے۔ اپنے رشتے اور تعلق کو نبھانے کے لیے پُنل کو پکارتی ہے۔ ان اشعار میں اس واقعہ کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

پرت مہاراں شتر سوارا آوس وچ چمن دے　　　سگواں مکھ و کھال پیارا آوس وچ چمن دے
نیناں میریاں دے وچ ماہی آ کے ڈیرے لائیں　　　نام خدا دے بخش نظارا آوس وچ چمن دے (۲۲)

گلستان سعدی منظوم پنجابی :

معلم اخلاق شیخ سعدی (۶۰۶۔۶۹۱ھ) کی شہرہ آفاق تصنیف گلستان سعدی (۶۵۶ھ) جو اپنے عہد تالیف سے لے کر آج تک دنیا کے بیشتر تعلیمی اداروں کے نصاب کا حصہ چلی آرہی ہے۔ اس کتاب کو مشرقی علوم کا شاہکار بھی کہا جاتا ہے۔ حکیم فضل الٰہی نے ادب کے اس خزینے کا پہلی مرتبہ پنجابی میں منظوم ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب میں پہلے فارسی متن اور پھر اس کے نیچے منظوم پنجابی ترجمہ ہے۔ گلستان سعدی کا منظوم پنجابی ترجمہ دیکھتے ہیں۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد　　　قطعہ　　　عیب و ہنرش نہفتہ باشد
جب تک مرد نہ بولے کوئی سخن کلام زبانوں　　　عیب ہنر سب رہن پوشیدہ اس دے یار سیانے
ہر بیشہ گمان مبر کہ نہالی　　　باشد کہ پلنگ خفتہ باشد
نہ کر مول گمان پیارے ہین سبھے جہل خالی　　　شاید شیر ہوون پئے ستے اندر کسے ٹکانے (۲۳)

حکایت:

عبد القادر گیلانیؒ را دیدند در حرم کعبہ روی بر عصا نہادہ ھمی گفت: ای خداوند ببخشای و گرھر آینہ مستوجب عقوبتم، در روز قیامتم نابینا برانگیز تا در روی نیکان شرمسار نشوم۔

منظوم پنجابی ترجمہ:

حضرت شیخ جیلانی تائیں ویکھیا ویکھن والے　　　مکھ روڑاں پر دھریا ہویا حرم شریف وچالے
رورو عرض کرے اے صاحب بخش قصور خطائیں　　　جے کر میں پر اوگن عاجز لائق سخت سزائیں
پکڑ اٹھاویں روز حشر دے انھاں کر کے مینوں　　　نیکاں دے منہ شرم نہ آوے مڑ مڑ آکھاں تینوں (۲۴)

جب ہم گلستان سعدی کا منظوم پنجابی ترجمہ پڑھتے ہیں تو حکیم فضل الٰہی میں ایک اچھے مترجم کے تمام اوصاف نظر آتے ہیں۔ پنجابی کا یہ منظوم ترجمہ ہند اسلامی ثقافت کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔ حکیم فضل الٰہی شعوری یا لاشعوری سطح پر پنجابی ثقافت کو نبھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ عمل فارسی متن کے خیال کو نقصان پہنچائے بغیر سرانجام دیا گیا ہے اور اس ترجمے کی یہی خوبصورتی کہ ترجمہ متن کو پیچھے نہیں چھوڑتا۔

فضل الستار (منظوم پنجابی ترجمہ پند نامہ عطار)

حکیم فضل الٰہی نے شیخ فرید الدین عطار کی مشہور و معروف تصنیف "پند نامہ عطار" کا منظوم پنجابی ترجمہ فضل الستار کے نام سے کیا۔ فضل الستار ۱۲۰ صفحات کی کتاب ہے اس میں پہلے فارسی شعر پھر اس کے نیچے منظوم پنجابی ترجمہ دیا گیا ہے۔ پند نامہ عطار، پند و نصائح کا خزانہ اور رموز تصوف کا منبع ہے۔ یہ کتاب صدیوں سے برصغیر پاک و ہند کے مدارس میں شامل نصاب چلی آرہی ہے۔ بہ طور نمونہ دو اشعار دیکھتے ہیں۔

گر اسیر ان راشود قوت پدید　　　در ولایت فتنہ ہا گردد جدید
جے کر قیدی طاقت پاون شاہ دے باغی تھیون　　　وچ ولائت فتنے کتنے رنگو رنگ اٹھیون

چون صلاحت در وجود شہ بود | دست میران از ستم کوتہ بود

ہووے جد عدل بھلیائی وچ وجود شاہاں دے | ظلموں ہتھ امیر میراں دے چھوٹے ہوندے جاندے (۲۵)

سر الاطباء:

سر الاطباء منظوم پنجابی کتاب ہے اور اسے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ نیم حکماء اور جہلا پنساریوں کی جہالت کے بارے میں ہے کہ وہ کس طرح بھولی بھالی عوام کو لوٹتے ہیں۔ دوسرے حصے میں معروف اطباء کے اقوال اور نصیحتوں کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ تیسرا حصہ پیچیدہ بیماریوں اور اُن کے طریقہ علاج پر مشتمل ہے۔ سر الاطباء کا اب ایک نسخہ بھی نہیں ملتا لیکن فضل الٰہی کی دیگر تصانیف میں اس کا تعارف کروایا گیا ہے۔ (۲۶)

گلزار محمدی منظوم پنجابی:

گلزار محمدی حضور اکرم ﷺ کے خاندان اور آپ ﷺ کی منظوم پنجابی سیرت ہے۔ گلزار محمدی کا قلمی نسخہ حکیم فضل الٰہی کی زندگی میں ہی ان کا شاگرد عزیز و شاعر حافظ فیض احمد ضیائی مطالعہ کرنے کے لیے لے گیا تھا۔ اب یہ دونوں حضرات انتقال کر چکے ہیں اور اب یہ قلمی نسخہ کہیں نہیں ملتا۔ لیکن اس کا ذکر گلستان سعدی منظوم پنجابی کے آخر میں مصنف کی دیگر کتب کے اشتہار میں کیا گیا ہے۔ چوں کہ گلستان سعدی منظوم پنجابی کا نسخہ نایاب ہے اور اول و آخر کرم خوردہ ہے۔ اس کتاب کا اشتہار ذیل میں قیاسی تصحیح کے ذریعے پیش کیا جا رہا ہے۔

> "اس سے پہلے بھی کئی اہل پنجاب نے یہ گلزار لکھی ہے اور آئندہ بھی لکھتے رہیں گے۔ لیکن جن خوبیوں کی حامل یہ ہے اس کی نظیر دنیا میں نہ ملے گی۔ جس انداز میں شاعر موصوف عاشق رسول ﷺ نے اس کو شروع کیا ہے اگر خدا نے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا تو دنیا تحسین کے نعروں سے گونج اٹھے گی۔" (۲۷)

حکیم فضل الٰہی کے فن کی کئی جہتیں ہیں اور یہ اصل میں ان کی شخصیت کے مختلف پہلو ہیں جن کا اظہار اُن کے فن پاروں میں ہوا ہے۔ عشق رسول ﷺ سے اصلاح معاشرہ تک ان کے فن کے موضوعات کا دائرہ کار وسیع ہے۔ "گلستان سعدی" اور "پند نامہ عطار" کے منظوم پنجابی ترجمہ سے نا صرف ان کے اصلاح معاشرہ کے رجحانات کا اظہار ہے بلکہ فارسی زبان و ادب کی سمجھ اور قادر کلامی کا ثبوت بھی ہے۔ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں کی تشریح مادری زبان میں کرتے ہیں اور اسلامی تہذیب کے پرچار کرنے والے بن کر سامنے آتے ہیں۔ سسی، پنوں کا روحانی قصہ لکھ کر انھوں نے تصوف اور شریعت کے اصولوں کی تبلیغ بھی کی ہے۔ ان کے عشق رسول ﷺ، اسلام کے بنیادی اصولوں کی تبلیغ، ترجمے، اخلاقیات اور تصوف کے پیچھے ایک ہی جذبہ مختلف انداز میں کام کرتا نظر آتا ہے اور وہ اسلامی تہذیب کے سنہری اصولوں سے لوگوں کی دوری اور ناواقفیت ختم کرنے کا جذبہ ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) شاعری کی نئی بہار، پوڑی ساندل بار مع رسالہ نہر غلام مرتضیٰ علی نسخہ مملوکہ معظم علی شاہ، ۱۴۔

(۲) فضل الٰہی حکیم، نور محمدی، (لاہور: علمی پرنٹنگ پریس، ۱۹۳۰ء)، ۱۱۸۔

(۳) ایضاً، ۱۱۹۔

(۴) ایضاً

(۵) فضل الٰہی حکیم، مجموعہ فراق،(لائلپور: نگار پریس،۱۹۵۷ء)، ۳۹۔

(۶) ایضاً،۳۸۔

(۷) فضل الٰہی حکیم، گلستان سعدی منظوم پنجابی،(لاہور: حاجی چراغ دین۱۹۳۸ء) ۳۲۲۔

(۸) فضل الٰہی حکیم، نور محمدی، ۱۴۔

(۹) حکیم فضل الٰہی کے بیٹے، حکیم ظہور الٰہی کی ڈائری میں لکھی ہے۔

(۱۰) فضل الٰہی حکیم، مجموعہ فراق،(لائلپور: نگار پریس،۱۹۵۷ء) ۴۶۔

(۱۱) ایضاً، ۴۰۔

(۱۲) ایضاً، ۲۔

(۱۳) ایضاً، ۲۳۔

(۱۴) فضل الٰہی حکیم، نور محمدی، ۱۹۔

(۱۵) ایضاً، ۴۔

(۱۶) ایضاً، ۸۔

(۱۷) فضل الٰہی حکیم، گلشن رمضان المبارک،(لاہور: ڈیلی بزنس، س،ن)، ۷۔

(۱۸) فضل الٰہی حکیم، مفید الانام خواص الایام،(لائلپور: نگار پریس، س۔ن)، ۷۔

(۱۹) فضل الٰہی حکیم، سسی پنوں،(لاہور: منشی عزیز الدین، ۱۹۳۱ء)، ۱۰۔

(۲۰) ایضاً، ۳۔

(۲۱) ایضاً، ۱۳۔

(۲۲) ایضاً، ۲۷۔

(۲۳) فضل الٰہی حکیم، گلستان منظوم پنجابی،(لاہور: حاجی چراغ دین۱۹۳۸ء)، ۴۳۔

(۲۴) ایضاً، ۹۰۔

(۲۵) ایضاً، ۴۷۔

(۲۶) ایضاً، ۳۲۲۔

(۲۷) ایضاً، ۳۲۱۔

(۲۸) ایضاً، ۱۴۔

❖❖❖